سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ تشریف لا رہے ہیں۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
15000 Good Hope Road • Silver Spring, MD 20905 • Tel: (301) 879-0110
Printed and distributed by the Malook Enterprises, Inc., Michigan

NON-PROFIT
U.S. POSTAGE
PAID
FLINT, MI
PERMIT NO. 88

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 190496
Burton, MI 48519

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
امریکہ کے ۴۸ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر کارکنان جلسہ سے خطاب
کے بعد مصافحہ فرما رہے ہیں۔

سامعین جلسہ سالانہ امریکہ کا ایک منظر

کوئی بھی بُری بات خدا کو پسند نہیں

کُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا

(ترجمہ) ساری بُری باتیں تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہیں

تشریح :- دنیا میں جتنی بھی بُری باتیں اور بُرے کام ہیں اُن سب کو خدا تعالیٰ سخت ناپسند کرتا ہے جیسے لڑنا جھگڑنا - گالیاں دینا - جھوٹ بولنا - چوری کرنا - گندہ اور میلا رہنا - چغلی کھانا - جانوروں کو ستانا - بزرگوں کا کہنا نہ ماننا - اترانا بزدلی - بدتمیزی - بڑوں کا مقابلہ کرنا - شیخی - لوگوں کا مذاق اُڑانا - لگائی بجھائی - بے ادبی - بیکار باتوں میں وقت ضائع کرنا - غریبوں کو ذلیل سمجھنا - بڑوں کو جھٹلانا - والدین کی نافرمانی - دوسروں کی بات کاٹنا - خواہ مخواہ دوسروں کی باتوں میں دخل دینا - آنکھیں مٹکا کر باتیں کرنا - چپڑ چپڑ کھانا - کسی کا منہ چڑانا وغیرہ وغیرہ ساری ہی بُری باتیں ہیں - اور ان سب سے ہمیں بچنا چاہیئے ورنہ ہمارا خدا ہم سے ناراض ہوگا

(۱۷- ۳۹)
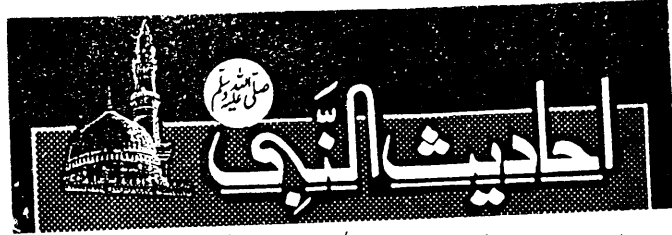
۱۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ۔" (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

یعنی انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔ اس لئے سجدہ میں بہت دعا کرو۔

یہاں دعا کا طریق بتایا کہ سب سے زیادہ عجز و انکسار کا مقام سجدہ کا ہے جو اللہ اور اس کے بندے کو قریب تر کر دیتا ہے۔ پس اس موقعہ پر دعا کثرت سے کرو۔ (نہ کہ دعا کے موقعہ کو چھوڑ کر عبادت کے بعد ہاتھ اٹھائے جائیں)

۲۔ آپؐ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو دعا کرتے وقت ایک خزانہ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔" (بخاری کتاب الدعوۃ)

کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ضرور بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا لاحول پڑھا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں (برائیوں سے بچنے کی) طاقت ہے اور نہ (نیکیوں کے کرنے کی) قوت ہے۔

۳۔ ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن خبیبؓ سے مذکور ہے۔

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِقْرَاْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔" (ابوداؤد کتاب الادب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تم سورۃ اخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح و شام تین بار پڑھا کرو۔ یہ ذکر تجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری تمام ضرورتوں کا متکفل ہو جائیگا۔

۴۔ دعا کے بارہ میں آپؐ نے صحابہ کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے میانہ روی اختیار کرو۔

اِنَّكُمْ لَسْتُمْ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا

وَهُوَ مَعَكُمْ۔" (مسلم کتاب الذکر استحباب خفض الصوت بالذکر)
فرمایا۔ نہ تو تم کسی بہرے کو بلا رہے ہو اور نہ ہی کسی ایسے کو جو موجود نہ ہو۔ تم ایسی ہستی کی بڑائی بیان کر رہے ہو جو سمیع ہے۔ تم سے قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔

۵۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیْہِ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّ ھُمَا صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ۔" (ترمذی کتاب الدعوات)
اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا۔ بلکہ قبول کر لیتا ہے۔

۶۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْأَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ۔" (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء)
کہ جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو ہاتھ کی ہتھیلیاں سامنے پھیلا کر مانگو۔ ہاتھوں کو الٹا کر کے نہ مانگو اور جب تم دعا کر کے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لو۔

۷۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْکُرَبِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ۔" (ترمذی ابواب الدعوات)
یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

ان آدابِ دعا کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا والتجاء کرتے وقت احسن طریق کا اختیار کرنا ہے۔ جس سے وہ مجیب الدعوات خدا اپنے بندے کی دعائیں قبول کرے اور اسے اپنی محبت اور قرب کا مقام دے۔

ملفوظات

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

" بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کہ آتشِ سوزاں خس و خاشاک کو اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے۔ خدا اس کا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اس کی جنگ کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اس قدر غیرت رکھتا ہے جو کسی میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت میرے لئے برافروختہ ہوئی ۔"
(الوصیت صفحہ ۱۷ حاشیہ)

"گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اُس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طور سے ہے۔ (۱) ایک محبت (۲) استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ (۳) تیسرا علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔ اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔ تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں۔" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۳۲۸)

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔"
(کشتی نوح)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا

عالی مقام اور پُرشوکت کلام

مشاہیر کی نظر میں

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

حضرت اقدس علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا اعتراف نہ صرف غیروں نے بلکہ شدید ترین مخالفین نے بھی کیا ہے ۔ چنانچہ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی شہرہ آفاق رسالہ ترجمان القرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خداتعالیٰ کی تائید اور نصرت کا یوں ذکر کرتے ہیں ۔

" میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے مشن ... میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی ؟ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے ۔ اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں ۔ ایسا کیوں ہے ؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کرسکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے ۔ تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤگے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہوگے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں ... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں ... ذرا سچے رسول کی ، ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لایئے ۔ کس قدر زوردار تحریک اٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر رہ گئی ... "

(ماہنامہ ترجمان القرآن ، پٹھانکوٹ ۔اگست 1934ء ،ص 57-58)

مولانا ظفر علی خان ظفر

مشہور صحافی ، معروف شاعر ، جماعت احمدیہ کے سخت مخالف اور موقرہ جریدہ زمیندار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان ظفر نے حضرت اقدس علیہ السلام کی علمی قابلیت کا اعتراف کیا اور اخبار زمیندار میں لکھا ۔

" ہندو اور عیسائی مذہبوں کا مقابلہ مرزا صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہے ۔ سرمہ چشم آریہ اور چشمہ مسیحی وغیرہ آریہ سماج اور مسیحیوں کے خلاف نہایت اچھی کتابیں لکھی ہیں ۔"

(روزنامہ زمیندار ، لاہور ۔ 12 ستمبر 1923ء)

علامہ نیاز فتح پوری

برصغیر کے اس مشہور صحافی اور دانشور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے شہرہ آفاق مجلہ ماہنامہ نگار لکھنو میں لکھا ۔

" میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے اور یقیناً انہوں نے یہ دعویٰ ایسے زمانہ میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادیٔ و مرشد کی سخت ضرورت تھی ۔ "

(ماہنامہ نگار ، لکھنو ۔ اگست 1959ء ، صفحہ 4)

پھر مولانا نیاز احمد خان نیاز فتحپوری سلوک کی عارفانہ منزلوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

" وہ صحیح معنیٰ میں عاشق رسولؐ تھے اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے ... لوگ منزل تک پہنچنے کے لئے راہیں ڈھونڈتے میں برسوں سرگردان رہتے ہیں اور ان میں صرف چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو منزل کو پالیتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں انہی میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھے ۔ "

(ماہنامہ نگار ، لکھنو ۔ جولائی 1960ء ، صفحہ 9)

دعوت الی اللہ میں کامیابی کی دُعا

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ
اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے ۔ اور میرا کام مجھ پر آسان کردے اور میری

عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ
زبان کی گرہ دُور فرما ۔ تاکہ وہ میری زبان سمجھیں ، اور میرے خاندان میں

وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ۝ ھٰرُوْنَ اَخِیْ ۝ اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ۝
سے کسی کو میرا بوجھ بٹانے والا بنا ۔ یعنی میرے بھائی ہارون کو ۔ اسکے ذریعہ میری طاقت کو مضبوط کر

وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ۝ وَّ
اور اس کو میرے کام میں شریک فرما ۔ تاہم تیری بہت تسبیح بیان کریں اور

نَذْکُرَکَ کَثِیْرًا ۝ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝ (طٰہٰ: ۲۶-۳۶)
تجھے بہت یاد کریں ۔ یقیناً تو ہی ہمیں خوب جاننے والا ہے ۔

تبلیغ سے متعلق
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے چند اہم ارشادات

دعوت الی اللہ کے دس اہم طریق

ادع الی سبیل ربک میں محض اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا مراد نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس شان سے خداتعالیٰ ظاہر ہوا تھا اس تمام شان کی طرف بنی نوع انسان کو بلانا مقصود ہے اور وہ خدا ایسا ہے جو رب العالمین ہے ۔ اس سلسلہ میں دس اہم امور حسب ذیل ہیں ۔

1 ۔ پیغام تمام مومنوں کے لئے ہے

یہاں مخاطب صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ و سلم کو کیا گیا ہے ، اگرچہ پیغام تمام قبول کرنے والوں کے لئے ہے ۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ اے محمدؐ تو اکیلا نکل جا اور تبلیغ شروع کر دے اور تیرا کوئی ساتھی تیرے ساتھ نہ چلے آنحضرتؐ کو مخاطب کیا گیا لیکن پیغام تمام مومنوں کے لئے ہے ۔

بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ حکمت کے معنی ! حکمت کے تقاضے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے ہمیں تاریخ پر نظر ڈالنی چاہئیے اور تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اس دشمن کا علاج اتنی بڑھی ہوئی محبت اور حد سے زیادہ تلطف سے ہم دیں گے تب ہماری بات مانی جائے گی ورنہ نہیں مانی جائے گی ۔

2 ۔ موقعہ اور محل کے مطابق

حکمت کا دوسرا تقاضا جسے عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ ہے موقعہ اور محل کے مطابق بات کرنا ہر بات اپنے موقعہ پر اچھی لگتی ہے ایک آدمی کو اپنے کام میں جلدی ہے یا خیالات میں افراتفری ہے ۔ اور آپ اس کو پیغام دینا شروع کر دیں تو یہ بات موقعہ اور محل کے مطابق نہیں ہے ۔ ... جب نفرت ہو تو اچھی چیز بھی پیش کی جائے تو انسان اس کو پسند نہیں کرتا ۔ تو جب تک پیش کرنے کا طریقہ اتنا اچھا نہ ہو کہ وہ اس نفرت پر غالب آ جائے اس وقت تک تبلیغ کارگر نہیں ہوتی

پس آپ کا جو کام ہے وہ انتہائی نازک ہے جہاں ایک طرف آپ کو اسوہ نبویؐ میں دوسروں کے لئے بے انتہاء رحمت بننا پڑے گا ۔ وہاں طرز کلام بھی نہایت حکیمانہ اختیار کرنا پڑے گا اور یہ سوچ کر بات کرنی ہو گی کہ عام باتوں سے وہ دوست بہرحال بدلیں گے ان سے ملائمت کے ساتھ بات کرنے کی ضرورت ہے ۔

3 ۔ انسانی مزاج کو سمجھ کر

حکمتوں کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ انسانی مزاج کو سمجھ کر بات کی جائے اور اس طریق کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئیے ۔ ... اس کے مزاج کو پوری طرح پڑھ سکیں اور یہ جان سکیں کہ اس کے رجحانات کیا ہیں کن باتوں سے کتراتا ہے پھر اس کے مطابق اس سے معاملہ کریں ۔

4 ۔ اپنی استعدادوں کے مطابق

پھر حکمت کا ایک اور تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنے مزاج اور اپنے رجحان کا بھی جائزہ لیں ہر انسان ہر قسم کی تبلیغ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں استعدادیں عطا فرمائی ہیں (ایک بزرگ چولے پر آگے پیچھے قرآنی آیات لکھوا کر پھرا کرتے تھے قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل پر تبلیغ کرتے تھے) یہ کہنا کہ کسی شخص میں دعوت الی اللہ کی اہلیت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ہر شخص کی استطاعت چونکہ مختلف ہے اس لئے مقابل کے انسان سے مقابلہ بھی الگ الگ کرنا پڑے گا ... ہر شخص کی ایک انفرادیت ہے اس کے مطابق اس سے بات کرنی ہوگی اور آپ کے بھی

مزاج الگ الگ ہیں خدا نے آپ کی استعدادیں الگ الگ بنائی ہیں ۔ ان کو مدنظر رکھ کر اپنے لئے ایک صحیح رستہ تجویز کرنا ہوگا ۔ کہ میں کیا ہوں اور میں کس طرح اس فریضہ کو بہترین رنگ میں ادا کر سکتا ہوں ۔ بعض لوگوں کو بولنا نہیں آتا بعض لوگوں کو لکھنا نہیں آتا ۔ بعض لوگ پبلک میں لوگوں سے شرماتے ہیں ۔ لیکن علیحدہ علیحدہ چھوٹی مجالس میں بہت اچھا کلام کرتے ہیں بعض عوامی مجلسوں میں بڑا کھلا خطاب کر لیتے ہیں ۔ پس خدا نے جو مزاج بنایا ہے اگر کوئی اس مزاج سے ہٹ کر بات کرے گا تو اس سے جگ ہنسائی ہوگی ۔

5 ۔ حالات حاضرہ کے مطابق

پھر وقت الگ الگ ہوتے ہیں اور زمانے الگ الگ ہوتے ہیں وقت کے تقاضے بھی بدل جاتے ہیں ۔ ... حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ ان اوقات سے بھی استفادہ کیا جائے اس لئے مختلف وقتوں میں مختلف قسم کی باتیں زیب دیتی ہیں اور وہ اثر کرتی ہیں ۔ مثلاً جب غم کی کیفیت ہو تو اس وقت اور قسم کی بات کی جاتی ہے ۔ اور جب خوشی کی کیفیت ہو تو اور طرح کی بات کی جاتی ہے اسی طرح خوف وہراس کا زمانہ ہو تو اور طرح سے بات کرنی پڑے گی ۔

6 ۔ مناسب انتخاب

حکمت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ مناسب زمین کا انتخاب کیا جائے دنیا میں بیشمار مخلوق ہے جس کو خداتعالیٰ کی طرف بلانا ہے انسان نظری فیصلے سے یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کن لوگوں پر نسبتاً کم محنت کرنی پڑے گی ۔ بعض اوقات بعض احمدی بعض ایسے لوگوں کے ساتھ سرمارتے پھرتے ہیں جن کے متعلق ان کی فطرت گواہی دیتی ہے کہ یہ ضدی اور متعصب ہیں اور ان کے اندر تقویٰ نہیں ہے اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تو ہدایت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے ۔ جو تقویٰ رکھتے ہیں جن کے اندر سچائی کو سچائی کہنے کی ہمت اور حوصلہ ہے ۔ (مسیحؑ نے بھی کہا میں سوروں کے سامنے کس طرح موتی ڈالوں) سعید فطرت لوگوں کو چنیں ۔ ان میں سے بھی پہلے جرأت مندوں کو چنیں جو مردانہ صفات رکھتے ہیں ۔ ... جو خود مبلغ بن جائیں

7 ۔ مسلسل رابطہ رکھیں

پھر فصل کی نگہداشت کرنا بھی حکمت کا تقاضا ہے ۔ جب دعوت الی اللہ کرتے ہو یا کرو گے تو بہت لطف اٹھاؤ گے پھر دوبارہ اس شخص کو تلاش نہیں کروگے اور اس سے دوبارہ نہیں ملو گے اور سہ بارہ اس سے نہیں ملو گے اور پھر چوتھی دفعہ اس سے نہیں ملو گے اور پھر پانچویں دفعہ نہیں ملو گے تو تم اپنے پھل سے محروم کر دیئے جاؤ گے ۔ کیونکہ وہ نیک اثر ابھی دائمی نہیں ہوا ۔ ... اس لیئے جب تک وہ تمہارا نہیں ہو جاتا تمہیں مسلسل اس کی طرف توجہ کرنی پڑے گی اگر توجہ نہیں کرو گے تو تمہاری محنتیں ضائع ہوتی چلی جائیں گی ۔

8 ۔ دعاؤں سے آبیاری

جب تک کھیتی کی آبیاری نہ کی جائے اس وقت تک وہ پھل نہیں دے سکتی اور پانی دینے کے دو طریق ہیں ایک دنیا میں علم کا پانی جو آپ دیتے ہیں لیکن اصل پھل اس فصل کو لگتا ہے جسے آسمان کا پانی میسر آجائے اور وہ آپ کے آنسوؤں کا پانی ہے جو آسمان میں تبدیل ہوتا ہے ۔ اگر محض علم کا پانی دے کر آپ کھیتی کو سینچیں گے تو ہرگز توقع نہ رکھیں کہ اسے بابرکت پھل لگے گا اور لازماً دعائیں کرنی پڑیں گی ۔ لازماً خداتعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرنی ہوگی ۔ اس سے مدد چاہنی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں درحقیقت یہ مومن کے آنسو ہی ہوتے ہیں جو باران رحمت بنا کرتے ہیں ۔ موعظہ حسنہ حکمت کو پہلے رکھا پھر فرمایا موعظہ حسنہ سے کام لو ۔ ... موعظہ حسنہ دلیل کے علاوہ ایک صاف اور سچی اور پاکیزہ نصیحت ہوتی ہے جو اپنے اندر ایک دلکشی رکھتی ہے اور اس کا کسی فرقہ وارانہ اختلاف سے کوئی کام نہیں ہوتا یہ براہ راست دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کر جاتی ہے پس دلیلوں کا نمبر بعد میں آئے گا ۔ ہمیشہ بات موعظہ حسنہ سے شروع کرو ۔ تم لوگوں کو یہ بتایا کرو کہ بھائی مجھے تم سے ہمدردی ہے تم لوگ ضائع ہو رہے ہو یہ معاشرہ تباہ ہو رہا ہے ۔ کیونکہ تباہ ہو رہا ہے اس پر غور کرو ۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے آتے ہیں اور بلا کر چلے جاتے ہیں ۔ میں تمہیں پیغام دیتا ہوں ، آنے والا آ گیا ہے تم اس کو قبول کرو ۔

اس لئے قرآن کریم کہتا ہے کہ بحث میں جلدی نہ کرو ۔ حکمت کے ساتھ موعظہ حسنہ شروع کرو تاکہ لوگ جان لیں کہ تم ان کے ہمدرد اور سچے ہو ۔ لوگ سمجھ لیں کہ تمہیں صرف اپنی ذات سے دلچسپی نہیں ان کی ذات میں بھی دلچسپی ہے ۔

9 ۔ مجادلہ

باوجود موعظہ حسنہ کے لوگ آپ سے لڑنے کے لئے تیار ہوں گے ۔ فرمایا اس وقت بھی ہم تمہیں ہدایت کرتے ہیں کہ مقابلہ کرو اور پیٹھ نہ دکھاؤ ۔ ... اب تم تیار ہو جاؤ تمہارا پورا حق ہے کہ تم اپنی پوری قوت اور پوری شدت کے ساتھ ان لڑنے والوں کا مقابلہ کرو لیکن

مقابلہ جبر سے نہیں کرنا فرمایا ۔

جادلھم بالتی ھی احسن اب بھی بدی کے ساتھ مقابلہ حسن کا ہی ہوگا وہ بدی لے کر آئیں گے تم نے اس کی جگہ حسن پیش کرنا ہے وہ تمہاری برائی چاہیں گے تم ان کی اچھائی چاہو گے وہ کمزور دلیلیں دیں گے تم ان سے زیادہ قوی اور طاقت وار اور دلکش دلیلیں نکالا کرنا اور ہر مقابلہ کی شکل میں تم حسن کے نمائندہ بن جانا اور وہ نفرت اور بدیوں کے نمائندہ بن جائیں گے ۔

10 ۔ صبر

ولئن صبرتم فھو خیر لصابرین ○ کہ یاد رکھو اگر صبر سے کام لو تو اللہ تعالیٰ تمہیں بتاتا ہے کہ صبر کرنے والے زیادہ کامیاب ہوا کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں کا اپنے لئے یہی اچھا ہوتا ہے کہ وہ بدلہ نہ لیا کریں خصوصاً دینی مقابلوں میں اور ہر معاملے میں صرف نظر سے کام لیتے چلے جائیں اور اپنی برداشت اور حوصلے کے پیمانے بڑھاتے چلے جائیں ۔

ادع الی سبیل ربک جو واحد سے شروع ہوا تھا اس نے اجتماعیت اختیار کر لی اس لئے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ تبلیغ کا یہ کام صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک محدود نہیں بلکہ آپ کے ماننے والوں پر بھی فرض ہے ۔

واصبر وما صبرک الا باللہ فرمایا اے محمدؐ تجھے ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر تو چاہے تو بدلہ لے لے اور چاہے تو صبر کر لے تیرے لئے یہ ارشاد ہے کہ واصبر تو نے صبر ہی کرنا ہے ۔ ... فرماتا ہے ۔ اے محمدؐ تو صبر ہی کرتا چلا جا ۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کر رہا ہے بس اس رستے سے کبھی ہٹنا نہیں کیونکہ یہی بہترین راستہ ہے صبر دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک غصہ کا صبر اور ایک غم کا صبر فرماتا ہے ولا تحزن علیھم وہ غصہ والا صبر نہیں وہ تو غم والا صبر ہے غصہ تو حضرت محمدؐ کے قریب بھی نہیں پھٹکتا ... پس ہم نے اس کی پیروی کرنی ہے ۔ جس کے صبر میں غصہ کا نام ونشان بھی نہیں تھا وہ تو سگی ماں والا صبر کرنے والا انسان ہے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر صبر کرنے والا وہ تو ان لوگوں کے غم میں اپنی جان ہلکان کر رہا ہوتا ہے ۔ جو اس کی بات کو نہ مان کر اپنا نقصان کر رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ولا تحزن علیھم

تم میں سے ہر ایک داعی ہے

پس میں تمام احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کے انسانوں کو خدائے حی و قیوم کی طرف بلائیں ۔ مشرق کو بھی بلائیں اور مغرب کو بھی بلائیں ۔ کالے کو بھی بلائیں اور گورے کو بھی بلائیں ۔ عیسائی کو بھی بلائیں اور ہندو کو بھی بلائیں بھٹکے ہوئے لوگوں کو بھی بلائیں اور دہریوں کو بھی بلائیں ۔ مشرقی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے سپرد ہے اور مغربی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے ذمہ لگایا گیا ہے ۔ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا کو موت کے بدلہ زندگی بخشنی ہے ۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو مرنے والے مر جائیں گے اور اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے ۔ اس لیئے اے محمدؐ کے غلامو ! اور اے دین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متوالو ! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں تم میں سے ہر ایک داعی ہے اور ہر ایک خداتعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا ۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو کوئی بھی تمہارا کام ہو دنیا کے کسی خطہ میں بس رہے ہو ۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو ۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمدؐ کے رب کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو ۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو ۔

(خطبہ جمعہ 25 فروری 1983ء)

ہر احمدی داعی الی اللہ بنے

میں بار بار اعلان کر رہا ہوں کہ داعی الی اللہ بنو ۔ دنیا کو نجات کی طرف بلاؤ ۔ دنیا کو اپنے رب کی طرف بلاؤ ۔ ورنہ اگر بے خدا انسان کے ہاتھ میں دوسروں کی تقدیر چلی جائے تو ان کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے ۔

پس ہر احمدی بلا استثناء داعی بنے وہ وقت گزر گیا جب چند داعیان پر انحصار کیا جاتا تھا اب تو بچوں کو بھی داعی بننا پڑے گا بوڑھوں کو بھی داعی بننا پڑے گا ۔ یہاں تک کہ بستر پر لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی داعی بننا پڑے گا اور کچھ نہیں وہ دعاؤں کے ذریعہ دعوت کے جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں ۔ دن رات اللہ سے گریہ و زاری کر سکتے ہیں کہ اے خدا ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم چل پھر کر دعوت دے سکیں ۔ اس لئے بستر پر لیٹے لیٹے تجھ سے التجاء کرتے ہیں کہ تو دلوں کو بدل دے اور ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیں اور اس جذبے کے ساتھ کام شروع کر دیں تو مجھے بصد یقین ہے کہ دنیا کی ہلاکت کی تقدیر اللہ کے فضل سے مل جائے گی ۔

دعا

ہر احمدی بہرحال اس بات سے اپنی دعوت کا آغاز کر دے کہ فوری

طور پر سنجیدگی کے ساتھ دعا کرے اور روزانہ پانچوں وقت اس کو اپنے پر لازم کرے وہ خدا سے یہ التجاء کرے کہ اے خدا ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں اور تیری نظر میں داعی الی اللہ بننے کا جو حق ہے اس کو ادا کرنے لگ جائیں اور اے خدا دنیا کو بھی یہ توفیق عطا فرما کہ وہ ہماری باتوں کو سنے ۔ لوگوں کے دل نرم ہوں ۔ ان کی عقلیں صاف اور سیدھی ہو جائیں اور وہ تیرے نام کو قبول کرنے لگیں اس کے ساتھ یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں کو حوصلہ دے اور ان کو طاقت بخشے کہ وہ مخالفتیں برداشت کر کے بھی حق کو قبول کریں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو برکتیں عطا کرے ان سے پیار کا سلوک فرمائے تاکہ وہ دوسروں کے لئے نیک نمونہ بنیں ۔

(خطبہ جمعہ 4 مارچ 1983ء)

جہاں انفرادی نماز کو کافی سمجھا جائے وہاں انفرادی نماز بھی رفتہ رفتہ اٹھنا شروع ہو جاتی ہے اور معاشرے میں انفرادی نماز ادا کرنے والے بھی تھوڑے رہ جاتے ہیں کیونکہ درحقیقت انفرادی نماز کی با جماعت نماز حفاظت کرتی ہے

محبت تو ایسی چیز نہیں جو پہچانی نہ جاسکے۔ یہ تو زندگی میں روز مرہ کے کردار بن کر جاری ہوجاتی ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق آپؐ کی محبت کے حوالے سے سیکھیں۔

میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کے جلسوں کے انتظامات میں یہ بات داخل کر دی جائے کہ ہر افسر جو کسی شعبے کا انچارج ہے وہ اپنے شعبہ میں کام کرنے والوں کے لئے نماز با جماعت کے قیام کے لئے جو بھی منصوبہ بناتا ہے اس کی تحریری رپورٹ وہ اپنے افسر کو پیش کرے

اولاد کو عبادت گذار بنائیں

عبادت کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ عبادت سے خوشی بھی حاصل ہوتی ہے اور خدا کا قرب بھی۔ خدا کا قرب انسان کی کامیابی کا ضامن بن جاتا ہے۔ یہ کارخانہ عالم خدا تعالیٰ کے قبضہ اختیار میں ہے۔ وہی اسے چلاتا ہے۔ اس کی ہر کل اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ اس کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا۔

جملہ معترضہ کے طور پر اذن کے بغیر پتہ نہ ہلنے کے متعلق ایک دفعہ حضرت امام جماعت الثالث نے ایسی مثال دی جس کا جواب نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ایک درخت کی شاخوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پتے ہل رہے تھے۔ ایک سبز پتہ ٹہنی سے ٹوٹ کر نیچے گر گیا اور ایک خشک پتہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ گرنا تو خشک پتے کو چاہئے تھا لیکن سبز پتہ کے گرنے سے پتہ چلا کہ گرتا وہی پتہ ہے جسے خدا کا اذن ملتا ہے چاہے وہ خشک ہو۔ چاہے سبز۔ کیسی اچھی دلیل ہے اس بات کی کہ خدا کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا۔

اگر خدا کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا تو یہ بات سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہونا چاہئے کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے یا جو کچھ اسے نہیں ملتا وہ سب خدا کے اذن کا اظہار ہے اسے جو کامیابی حاصل ہوتی ہے یا جہاں وہ ناکام ہوتا ہے وہاں کسی نہ کسی رنگ میں خدا کا اذن کار فرما ہوتا ہے۔ اور جسے خدا کا قرب حاصل ہوگا وہ بہرحال اس شخص سے بہتر ہوگا جسے قرب حاصل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی دعائیں بھی زیادہ سنے گا اور اس کے کام بھی زیادہ تر کامیابی پر منتج ہونگے۔

یہ بات ہم عبادت ہی سے حاصل کرسکتے ہیں۔

عبادت کے بھی دو طریق ہیں۔ ایک انفرادی عبادت' ایک اجتماعی۔ اور چونکہ انسان معاشرہ کا ایک حصہ ہے اس لئے انفرادی عبادت کے علاوہ اجتماعی عبادت بھی اس پر لازم آتی ہے۔ اور اس کے لئے مفید تر ہوتی ہے۔ گھر میں جس عبادت کا ایک درجہ ثواب ہے اسی عبادت کا "بیوت" میں ستائیس درجے ثواب ہے۔ کتنا زیادہ فرق ہے۔ اس فرق کو مدنظر رکھنا ہی انسان کو اس بات پر راغب کر دیتا ہے۔ بلکہ شوق دلا دیتا ہے۔ کہ وہ اجتماعی عبادت کے لئے "بیوت" میں جائے۔

عبادت کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ ہر عبادت گذار کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد اور اولاد در اولاد بھی عبادت گذار بنے۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آستانے پر جھکی رہے۔ اسی سے مانگے۔ اسی سے لے۔ اسی کا ہو کر رہے۔ اس امر میں کامیابی کے لئے بچے کو "بیوت" میں لے جانا نہایت کارگر ثابت ہوتا ہے۔ جب وہ اوروں کو بھی وہاں دیکھتا ہے تو اس کا شوق بڑھتا ہے۔ اور وہ حقیقت میں عبادت گذار بن جاتا ہے "بیوت" میں عبادت گذاری کی تو یہ کیفیت ہونی چاہئے کہ ہر وقت دل وہاں اٹکا رہے۔ یعنی وہاں جائے اور عبادت کرنے کو جی چاہے اور جب بھی وہاں جانے کا وقت ہو انسان کشاں کشاں وہاں پہنچ جائے۔

اپنے بچوں کو "بیوت" میں ضرور لے جائیں۔ وہاں کے آداب سکھائیں۔ وہاں سے پیش کئے جانے والے علوم سے انہیں بہرہ ور ہونے کا موقع دیں۔ لوگوں سے ملنے کا موقع دیں اور انہیں صحیح معنوں میں معاشرہ۔ عبادت گذار معاشرہ۔ کا حصہ بنائیں۔

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

کو

حضرت امّاں جان کی نصائح

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیاری بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی رخصتی کے موقع پر حضرت امّاں جان نے حضرت سیّدہ موصوفہ کو جو بیش قدر نصائح فرمائیں وہ یقیناً اس قابل ہیں کہ ہر بیٹی بیاہنے والی خاتون اس پر عمل کرے۔ فرمایا:۔

"اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

کبھی ان کے غصّہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچے پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصّہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا اس کو سمجھا دینا۔ غصّہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصّہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

ان کے عزیزوں کو عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا ہی کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بابرکت نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

استغفار

کلیدِ ترقیاتِ روحانی

"استغفار کا مادہ غَفَرَ ہے۔ جس کے معنی ہیں ڈھانک لینا۔ لغت کی رُو سے غَفَرَ کے معنی ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں کہ جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے۔ یہ حفاظت کے معنی بیچ بھی آجاتا ہے اور اسی وجہ سے مِغْفَرْ جس کے معنی "خود" کے ہیں جو حالتِ جنگ میں سر پہ لوہے کی ٹوپی کی شکل میں دشمن سے بچاؤ کی خاطر پہنا جاتا ہے۔ سو مغفرت مانگنے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ گناہ اور بدی کے خیالات سے جو انسان کے سب سے بڑے دشمن ہیں بچائے رکھے۔ اور ہماری غلطیاں ظاہر نہ ہونے دے اور کمالِ تام سے ہمیں ڈھانک لے۔"

(نور القرآن حصہ اوّل صفحہ ۳۰، ۳۱)

اس دُنیا میں انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے جس کو خدا تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اچھائی یا برائی میں امتیاز کر کے اسے اختیار کرنے پر قادر ہے ورنہ باقی مخلوقات تو جیسی جبلّت پر پیدا کی گئیں۔ اس پر قائم ہیں اور انسان کے اسی اختیار کی وجہ سے ہی برائیوں کے سرزد ہونے پر جزا اور سزا کا قانون بنایا گیا۔ تاکہ بندہ اپنے حاصل کردہ اختیارات کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور ایک دائرہ کار کے اندر رہ کر زندگی بسر کرے اور گناہوں سے بچا رہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ گناہ اور استغفار کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔"

پھر فرمایا:۔ "استغفار کیا ہے؟ یہی جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بد اثرات سے خدا محفوظ رکھے۔ اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوہ انسان میں موجود ہیں۔ ان کے صدور کا ہی وقت نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جَل بھن کر راکھ ہو جاویں۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۶)

پھر فرمایا:۔ "استغفار کے دو معنی ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ خدا کے پیارے کسی صورت بھی خدا سے دوری پسند نہیں کرتے۔"

(۲) یہ کہ خدا کی محبت کا ایسا اسیر ہو جاتا ہے کہ نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور دونوں صورتوں کا نام "استغفار" ہے۔"

ایک بار آپ نے فرمایا:۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے، دبائے رکھے اور بشریت

کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے۔ بلکہ الوہیت کی چادر میں
لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصّہ دے۔ یا اگر کوئی
جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اُس کو ڈھانک
دے اور اس کی برہنگی کے اثر سے بچائے۔"
(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
صفحہ ۲۰ ر ۲۱)۔

یعنی انسان بے شمار گناہ کرتا ہے اور بعض
اوقات غیر شعوری طور پر اُس سے گناہ سرزد ہو جاتا
ہے اور اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو یہ
اختیار دیا ہے کہ وہ نیکی اختیار کرے یا برائی کو
اپنا طریق بنالے۔ جبکہ فرشتوں کو یہ اختیار نہیں دیا
گیا۔ تو انسان جو بدی یا نیکی کرتے ہیں با اختیار ہے
زیادہ سزا کا مستحق ٹھہرا۔ لیکن خدا تعالیٰ جس کی صفات
رحمٰن اور رحیم ہیں۔ اور جو سزا دیتے ہیں بے حد دھیما
اور بخشش میں نہایت وسیع اور بُردبار ہے۔ اُس نے
اپنے کلام پاک میں انسانوں کو گناہ کی بخشش مانگنے اور
عیبوں کو ڈھانکنے کا طریقہ بھی بتایا کہ تم گناہوں سے
بچاؤ کے لئے خدا سے مدد چاہو اور یہ تمنّا کرتے رہو کہ
وہ تم سے سرزد ہونے والے گناہوں کو بخش دے اور
ہمیں اپنے فضل و کرم سے رحمت کی چادر میں ڈھانک لے
اور رُسوا ہونے سے بچالے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-
"آسمان سے دو قانون بنائے گئے ہیں آسمانی
فرشتوں کے لئے قضاء و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی
کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے
خدا کے قضا و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان
سے ان کو بدی کا اختیار دیا گیا ہے۔ مگر جب وہ خدا سے
طاقت طلب کریں۔ یعنی استغفار کریں تو روح القدس
کی تائید سے ان کی کمزوری دُور ہو سکتی ہے۔"
(کشتیٔ نوح صفحہ ۳۱)

غرض خدا تعالیٰ نے استغفار جیسی نادر دُعا
انسان کو سکھا کر اُس پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ لیکن
انسان چونکہ فطرتاً غفلت شعار ہے۔ سو دوسروں
کے لئے تو کیا اپنی ذات کے لئے بھی بہتری اور بھلائی
کی دُعا نہیں مانگ سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی سے
بے نیاز ہو کر گناہوں میں لذّت محسوس کرنے لگتا ہے۔
بشری کمزوریوں سے کوئی انسان بھی ماوراء نہیں۔
یہاں تک کہ انبیاء بھی خدا تعالیٰ سے دُعا میں عرض کرتے
تھے اور نیکی کے حصول کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-
"نادان ... نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلّم کے استغفار پر اعتراض کیا ہے کہ آپ
کے استغفار کرنے سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم کا گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ نادان
یہ نہیں سمجھتے کہ استغفار تو ایک اعلیٰ صفت ہے
انسان فطرتاً ایسا بنا ہے کہ کمزوری اور ضعف بشریت
سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ دُعا کرتے ہیں
کہ "یا الٰہی تو ہماری حفاظت ایسی کر کہ وہ بشری
کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں .... غفر کہتے ہیں
ڈھکنے کو .... پس اظہارِ عبودیت کے واسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بھی اور انبیاء کی طرح
اپنی حفاظت خدا سے مانگا کرتے تھے۔ پس توبہ و
استغفار جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ ان کے
مفہوم اور معانی کو مدِ نظر رکھ کر تڑپ اور سچی

پیاس سے خدا کے حضور دعائیں کرو۔"
(الحکم جلد ۱۲ ۳۴ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء)۔

آپ نے مختلف موقعوں پر استغفار کی تشریح فرمائی ہے اور انسان کی نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمایا:-

"انسان کے لئے لازم ہے کہ استغفار میں مصروف رہے اور دل میں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔ اگر معافی سمجھ کر استغفار نہ کی جائے تو خواہ ہزار یا دو ہزار کی تسبیح پڑھو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انسان کو چاہیئے کہ سچے دل سے اپنے گذشتہ گناہوں (معاصی) وجرائم جو سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ ایسے گناہ سرزد نہ ہوں کی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"غرض توبہ اور استغفار کا ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔" (الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء ص۵)

پھر فرمایا:-

"میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ اور حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ یہی تو اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ خدا سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو۔"
(الحکم جلد ۳ ۱۷ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)۔

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں کے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔" (الحکم جلد ۳ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

"استغفار کلید ترقیاتِ روحانی ہے۔"
(الحکم جلد ۵ ۶ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۱ء)

"استغفار بہت کرو اس سے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرتا ہے۔"
(الحکم جلد ۵ ۴ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء)

"استغفار عذابِ الٰہی اور مصائبِ شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے ...... اگر تم چاہتے ہو کہ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔" (الحکم جلد ۵ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کے متعلق فرمایا:-

"اس سے مراد تو ترقی مراتب ہے۔"
(البدر جلد ۱ ۲ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء ص۱۳)

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے ان ارشادات کی روشنی میں ہمیں ایک نہایت ہی مفید اور زندگی بخش نسخہ ہاتھ آیا جو ہماری روحانی اور جسمانی ضروریات اور ابدی تشنگی کا علاج ہے۔ اگر ہم آپ کی ان نصائح پر عمل پیرا رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم روحانی بے چینی میں مبتلا رہیں اور ترقیات کے زینے کی طرف گامزن نہ ہو سکیں۔

استغفار صرف زبان سے کہنے کا نام نہیں بلکہ سچی توبہ تو یہ ہے کہ انسان کا شعور روح سے ہم کنار ہو کر جسم کے حجاب سے بے نیاز ہو جائے اور روح اس طرح اس ہستی کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو کہ اس کا اپنا وجود پگھل کر رضائے الٰہی میں فنا ہو

جائے اور مانگنے والے کے جسم کا ہر ذرّہ التجا بن جائے اور زبان سے لے کر دل تک اُس کی طلب کی روشنی موجزن ہو ...... کائنات اس کی نظر میں حقیر ہو جائے اور وہ معبود جو بے حد مہربان ہے بندے کی سچّی پکار سے بے قرار ہو کر اس کو اپنے عفو و درگزر کی چادر میں ڈھانپ لے اور اُس کی گریہ و زاری کے بدلے اُسے بخشش کا تحفہ عطا کر دے۔ اور اس کا ہر ایک فعل خدا کا فعل بن جائے۔ اور بندے سے یوں راضی ہو جائے کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں۔ اور یہی استغفار ہے۔ اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے۔ پھر اس کو وسیع کر کے لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے بُرے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔ پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے۔" (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)۔

پھر فرماتے ہیں :-

"توبہ استغفار کرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو استغفار کرتا ہے اسے رزق میں کشائش دیتا ہے۔" (البدر جلد ۵ مورخہ ۶ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)۔

جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اُس کا متولّی اور متکفّل ہو جاتا ہے۔ اور جیسے ماں بچے کو گود میں پرورش کرتی ہے۔ اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اُس کے دل پر گر کر کُل دُنیاوی اثروں کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے ......

استغفار کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے اور زیادہ ملے۔ اس کی تحصیل کے لئے پنجگانہ نماز بھی ہے۔ تاکہ ہر روز دل کھول کر اُس روشنی کو خدا سے مانگ لیوے۔" (البدر جلد ۳ نمبر ۳۴ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

خدا تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچائے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔ اور جو گناہ یا جرائم ہم سے سرزد ہوئے ہیں ان کو معاف کر دے اور ہمیں ہر سانس کے ساتھ استغفار اور دُعائے خیر کی توفیق عطا کرے۔

فنا فی اللہ ہونے کی دُعا

اے ربّ العالمین مَیں تیرے احسانوں کا شُکر ادا نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش۔ تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال۔ تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا۔ جن سے تو راضی ہو جائے۔ مَیں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو رحم فرما۔ رحم فرما۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا۔ کیونکہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔ (الحکم ۱۲ فروری ۱۸۹۸ء)

آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے

عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کے پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت سے خطاب کا آغاز فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝
(سورہ الاحزاب: ٦٠)

قرآن کریم کی جو آیت سورہ احزاب کی ساٹھویں آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ انہی آیات میں سے ایک ہے جن کی اس سے پہلے ابتداء میں تلاوت کی جاچکی ہے اور اس کا تعلق پردے سے ہے۔ پردے کا مضمون بارہا مجھے بیان کرنے کی توفیق ملی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس مضمون کو بیان کرنے اور سمجھا کر، کھول کر ذہن نشین کرانے کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے۔ احمدیت ایک ایسے دور میں داخل ہو رہی ہے جہاں مختلف قوموں اور مختلف معاشروں سے احمدیت کا رابطہ بڑھ رہا ہے اور مختلف قدریں ہر سمت سے احمدیت پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر رہی ہیں اور احمدیت تمام قدروں پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ پس جب اس طرح بڑے وسیع پیمانے پر دریاؤں کا امتزاج ہو تو ہمیشہ یکساں صورت نہیں رہا کرتی، کچھ اثر قبول کئے جاتے ہیں، کچھ اثر چھوڑے جاتے ہیں اور اس طرح باہم امتزاج سے جو وسیع پیمانے پر ہو ایک نیا مزاج ابھرتا ہے اور نیا مزاج ظاہر ہوتا ہے۔

پردے سے متعلق میں خصوصیت سے آج اس لئے آپ سے مخاطب ہوں کہ یہ امور جو میں نے بیان کئے ہیں ان کے نتیجے میں مختلف ممالک میں مختلف سوال اٹھتے رہتے ہیں اور مجھ سے پوچھے جاتے ہیں، مسلمانوں کی طرف سے بھی اور غیر مسلموں کی طرف سے بھی۔ اور اس کے علاوہ احمدیوں کی طرف سے بھی جو پاکستان میں یا ہندوستان میں بستے ہیں بارہا مختلف رنگ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن اس مضمون کو کھولنے سے پہلے جو میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے حوالے سے کھولوں گا، میں مزید آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت احمدیت کا قافلہ بہت لمبا ہو چکا ہے۔ ایک سرا اس کا جو اگلا سرا ہے اس کی اور کیفیت ہے، جو سب سے آخر پر چل رہا ہے اس کی اور کیفیت ہے، بیچ میں مختلف مزاج اور مختلف نوعیت کے لوگ شامل ہیں۔ اس لئے ان سب کا مختصراً ذکر ضروری ہے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ پردے کے تعلق میں احمدی خواتین کیا مسلک اپنائے ہوئے ہیں اور کتنے مسلک اس جماعت کے اندر اس وقت Already یعنی پہلے ہی سے موجود چلے آرہے ہیں۔

سب سے آگے قافلے کے سر پر جو گروہ اس وقت گامزن ہے اس میں آپ پردے کو عموماً پاکستانی برقع کی صورت میں اس طرح دیکھتی ہیں کہ بعض دفعہ وہ شدت میں بہت زیادہ بڑھ چکا ہوا ہوتا ہے۔ میں نے بعض ویڈیوز دیکھی ہیں جو پاکستان میں تیار ہوئیں اور یہاں ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر دکھانے کے لئے بھیجی گئیں لیکن دل میں تردد ہوا کہ ان کو اسی طرح پیش کیا جائے کیونکہ جب پردے کا تصور ایک عالمی حیثیت اختیار کر چکا ہو اور ہر نوع کے دیکھنے والے، ہر قسم کے دیکھنے والے ہوں تو محض ایک نمونے کو خالصۃً اسلامی نمونے کے طور پر پیش کرنا یہ پردے کے لئے ممد ہونے کی بجائے اس کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے اور اس کے رد عمل ایسے ہو سکتے ہیں جو بالآخر اسلام کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ پس ایسا کس کر برقع باندھا ہو کہ صرف آنکھیں ننگی ہونے کا احتمال ہو اور اس پر بھی کالی عینک چڑھی ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں عینک کا رواج ہی کوئی نہیں تھا، نہ بنائی جاتی تھیں، تو سوال یہ ہے کہ کیا یہی اسلامی پردہ ہے جس کو اختیار کرنا ہر مسلمان خاتون کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ اس سے ہٹ کر جو بھی طرز اختیار کی جائے گی وہ غیر اسلامی ہوگی اگر یہ تصور ہے تو یہ غلط تصور ہے۔

پردے کی ایک روح ہے جسے تفصیل سے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور مختلف پہلوؤں سے اس پر روشنی ڈالی ہے اس روح کو جب تک ہمیشہ پیش نظر نہ رکھیں گی اس وقت تک آپ کو حقیقت میں علم ہو ہی نہیں سکتا کہ پردہ کیا ہے اور کن حالات میں کس حد تک اس میں نرمی کی گنجائش ہے، کن حالات میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ پس بجائے اس کے کہ محض کوئی ایک مسلک میں آپ کے سامنے پیش کروں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس قافلے کے سر پر تو ایسی خواتین آپ کو دکھائی دیں گی جن کے نزدیک ہاتھوں کا نظر آنا بھی پردے کے خلاف ہے، جن کے نزدیک آنکھیں اگر کسی کونے سے دکھائی دے جائیں تو وہ بھی بے پردگی ہے اور اس طرح یہ باہر پھریں تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اگر مسلمان ہو گے تو یہ کرنا پڑے گا۔ اس کے برعکس اس کے پیچھے پیچھے کچھ ایسے لوگ ہیں جو درمیانی مزاج رکھتے ہیں۔ پردہ کرتے ہیں مگر اس حق سے اپنے چہرے کو ڈھانپتے اور کسے نہیں ہیں کہ گویا چہرہ دکھائی دینا ہی بہت بڑا گناہ ہے۔ اور متلون مزاج بھی ہیں ان میں لیکن متدین مزاج بھی ہیں۔ متلون مزاج ان معنوں میں کہ کبھی احمدیوں میں آتے ہیں تو پردہ نسبتاً سخت ہو جاتا ہے، کہیں غیروں میں جاتے ہیں تو کچھ زیادہ ڈھیلا ہو جاتا ہے ان کو میں متلون مزاج کہتا ہوں۔ متدین مزاج وہ ہیں جو مناسب، متوازن طرز عمل کو ہر جگہ برابر اختیار کرتے ہیں۔ جو ان کا پردہ احمدی مجالس میں ہے وہی پردہ غیروں میں بھی جا کر ہوتا ہے۔ جو ایک ملک میں ہے وہ دوسرے ملک میں بھی چلتا ہے اور اس پہلو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جب آصفہ زندہ تھیں تو ان کو میں نے اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ سخت پردہ کرنے کا نہ کبھی کہا، نہ مناسب سمجھا کہ وہ وہی نمونہ پیش کریں جو اس سے پہلے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ کیونکہ اس معاملے میں مختلف خواتین کا پس منظر، کس طرح ان کی تربیت کی گئی، کس ماحول میں وہ اٹھیں، کس ماحول میں ان کو پردہ سکھایا گیا یہ بھی ایک تعلق ہے اس پس منظر سے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بیگم اس سے پہلے پردہ کیا کرتی تھیں۔ لیکن وہ ماحول جس میں اس پردے کی ضرورت تھی وہ اور تھا۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ کس حد تک وہ پردہ بعینہ اسلامی تھا، کس حد تک ضرورت سے زیادہ سخت تھا، میں نے آصفہ سے ہمیشہ یہ کہا کہ آپ وہ مناسب پردہ رکھیں جو بعض لوگوں پر دوبھر نہ ہو اور بعض لوگوں کو کھلی چھٹی بھی نہ دے۔ اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں۔ کچھ چہرہ اگر دکھتا بھی ہے تو میرے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام نے چہرے کو اس طرح کسنے کا حکم نہیں دیا۔ ہاں بعض حالات میں، بعض معاشروں میں جب کہ غیروں کے ساتھ مقابلے تھے جب کہ مسلمانوں میں بھی گروہ بٹ رہے تھے کوئی پردے کے قائل، کوئی بالکل کھلی چھٹی کر گئے تھے اس وقت احمدیت نے ایک خاص رنگ اختیار کیا ہے۔ اسے ہمیشہ کے لئے دائمی مثال نہیں بنایا جا سکتا۔

دائمی مثال وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش فرمائی ہے اور اس میں تمام پہلو رکھے گئے ہیں۔ ہر صورت حال کا ذکر ہے۔ اور اس صورت حال میں پردے کے کیا معنے بنتے ہیں اس کے متعلق قرآنی تعلیم موجود ہے۔ پس یہ جو تعلیم آپ کے سامنے پیش کروں گا اس کے پیش نظر آپ خود اپنے لئے ایک راہ معین کریں۔

اس قافلے کا جس کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بہت لمبا ہے۔ اس کے سر پر وہ خواتین ہیں جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کے پیچھے وہ ہیں جو پردے کو بے عزتی سمجھتی ہیں اور پردے سے شرماتی ہیں۔ ان کا پردہ چھوڑنا ضرورت کے نتیجے میں نہیں بلکہ پردے کے حکم سے حیاء کرتی ہیں۔ اپنا جسم دکھانے میں ان کو حیاء محسوس نہیں ہوتی مگر قرآنی سنت کو اختیار کرنے میں ان کا دل حیاء محسوس کرتا ہے۔ اور اس پہلو سے بعض خاندان ہیں جماعت احمدیہ میں جو بعض دوسری باتوں میں بڑے مخلص دکھائی دیں گے مگر ان کی روایت بن گئی ہے کہ ہمارے خاندان میں پردہ نہیں آسکتا، ہم اونچے ہیں، پردہ تو پرانے زمانے کے لوگوں کا کام ہے، نسبتاً ادنیٰ ترقی یافتہ خاندانوں کا کام ہے۔

اسی طرح بعض پیشوں کے ساتھ پردے سے حیاء وابستہ ہوتی جارہی ہے مثلاً فوج کے افسر جو ہیں اور بعض C.S.P. افسران وغیرہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں تو پردہ نہیں چل سکتا۔ ہم تو جب چھوٹے درجے پر تھے، وہ اپنے آپ کو بڑے درجے پہ سمجھ رہے ہیں نا، فوج میں افسر ہو گئے اور بڑا درجہ کیا مل سکتا ہے ان کو یا کسی حکومت کے نوکر ہو گئے یہ بھی وہ سمجھتے ہیں بہت بڑا درجہ عطا ہوا ہے، تو اب پردے کے درجے چھوٹے ہیں ہمارے درجے اونچے ہو گئے ہیں۔ اگر ہماری بیویاں اسی طرح ہمارے ساتھ پردہ کر کے چلیں گی تو ہمارے آئندہ کے امکانات پر ایک بدسایہ سا پڑ جائے گا، ہماری ترقی کے امکانات روشن نہیں رہیں گے اور ضروری ہے کہ ہماری بیویاں اسی طرح کا کردار اختیار کریں جیسے غیر احمدی بیویاں کرتی ہیں اور اس سوسائٹی میں اسی طرح ملیں جس طرح غیر احمدی بیویاں ملتی ہیں۔ تو گویا وہ احمدیت سے نکل کر، احمدیت میں رہتے ہوئے، ایک الگ جزیرہ سا بنا لیتے ہیں۔ اور جب تک یہ جزیرہ ان لوگوں میں ڈوبا رہے جن کا وہ اصل میں حصہ ہے اس وقت تک کوئی خاص طور پر تکلیف محسوس نہیں ہوتی، ہمیں پتہ ہی نہیں وہ بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ لیکن جب یہی لوگ اسی شان کے اور اسی مزاج کے ساتھ باقی احمدیوں میں داخل ہوتے ہیں اور ان پر اثرانداز ہوتے ہیں تو وہاں پھر خطرے کی گھنٹی بجنے لگتی ہے اور ان کو سمجھانے کے لئے طبیعت مائل ہوتی ہے کہ تم کس بات میں فخر بنائے ہوئے ہو، یہ دنیا کی چھوٹی موٹی عزتیں یہ چند ترقیاں، یہ چند افسریاں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔

اسلامی معاشرہ سب سے زیادہ قابل قدر چیز ہے اور اس کو ہم نے نافذ کرنا ہے۔ ہم نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ ہم نے اس کو لے کر آئندہ مستقبل میں بڑھنا ہے۔ اگر غیروں کی نقالی میں تم اپنی قابل عزت اور قابل احترام چیزوں سے شرمانے لگو گے تو پھر دنیا میں نیکی پر شرم آنے لگے گی اور بدیاں قابل فخر ہو جائیں گی۔ اور یہ بات جو میں کہتا ہوں یہ بالکل حقیقت ہے اسی طرح قومیں تنزل اختیار کرتی ہیں۔ جب بھی کوئی خوبی کی بات جو حقیقت میں خوبی ہو اس سے قومیں شرمانے لگیں اور بدیوں پر بے حیائی اختیار کریں تو پھر وہ دن ہے جو قوم کے تنزل کے متعلق ایک تقدیر لکھ دیتا ہے۔ پھر آئندہ ہمیشہ وہ قوم تنزل پذیر ہوتی چلی جاتی ہے، گرتی چلی جاتی ہے اور اسے پھر سنبھالا نہیں جا سکتا۔ پس ہم نے ایک قدر کی حفاظت کرنی ہے۔ اس بحث میں نہ مبتلا ہوں کہ پردہ اتنا سخت ہے یا اتنا سخت ہے۔ پردے کی روح کو سمجھیں اور ہر احمدی خاتون میں پردے کی روح نمایاں طور پر دکھائی دینی چاہئے۔ اس پہلو سے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کے حوالے سے یہ مضامین کھول رہا ہوں ان کو غور سے سنیں اور سمجھیں اور اپنے لئے ایک لائحہ عمل تراشیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام

منفرد حیثیت کا حامل خصوصی اجتماع

لندن (۱۰ مارچ) مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام دو روزہ اجتماع ۹ اور ۱۰ مارچ کو اسلام آباد میں منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ یہ اجتماع خدام الاحمدیہ کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع تھا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اختتامی خطاب میں اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد کے پیش نظر ہدایت فرمائی کہ بہت سے خدام ایسے ہیں جو اس اجتماع میں شامل نہیں ہوئے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ دوران سال ایک الگ اجتماع صرف ان خدام کے لئے منعقد کرے جو اجتماع میں شامل نہیں ہوئے اور اس اجتماع کے تمام انتظامات بھی وہ نئے آنے والے خدام ہی کریں۔ صرف صدر خدام الاحمدیہ ان کے ساتھ رہنمائی کے طور پر شامل ہوں۔ حضور ایدہ اللہ کی اس ہدایت کی تعمیل میں اس دو روزہ اجتماع کا خصوصی انعقاد کیا گیا تھا۔ ۱۰ مارچ کو اجتماع کی اختتامی تقریب میں اجتماع کے ناظم اعلیٰ مکرم مظفر احمد صاحب نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ یہ نہایت اہم اور محنت طلب کام تھا اور ہمارا اندازہ تھا کہ ڈیڑھ صد کے قریب خدام اس اجتماع میں شامل ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا اور شعبہ رجسٹریشن کی رپورٹ کے مطابق ۲۸۰ خدام اس اجتماع میں شامل ہوئے ہیں اور اس اجتماع کے تمام انتظامات نئی انتظامیہ نے کئے اور بہت سے اچھے منتظم ابھر کر سامنے آئے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ الحمدللہ خدام کے اجتماع کے اس نئے تجربے نے کامیابی حاصل کی۔ یہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے آغاز سے لے کر اب تک اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع تھا۔ ایسا اجتماع پہلے کبھی نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ برطانیہ کے گزشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر یکدم جیسے آسمان سے کوئی بات دل میں ڈالی جاتی ہے مجھے خیال آیا کہ اگر ہم ہر سال کے اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد میں معمولی اضافہ پر خوش ہوتے رہے تو بہت سے خدام جو سالوں میں رہتے ہیں وہ ہمیشہ اوجھل ہی رہیں گے اس لئے ان کے لئے خصوصی طور پر ایک الگ اجتماع منعقد ہونا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت مجھے بھی یہ اندازہ نہیں تھا کہ اتنی بڑی تعداد خدام کی مساعی سے باہر ہوگی۔ یہ بڑا محنت طلب کام تھا لیکن صدر خدام الاحمدیہ اور ان کے ساتھیوں نے بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ اور فرمانبرداری کی روح کے ساتھ کام کیا اور جو نئی انتظامیہ ان خدام میں سے بنائی گئی ہے جو پہلے اجتماعات میں شامل ہو کر حصہ نہیں لیا کرتے تھے اس نے بھی بہت عمدگی سے کام کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں اپنے تجربہ سے جانتا ہوں کہ جب بھی احمدیوں سے خدا کے نام پر صحیح طریق پر رابطہ کیا جائے تو ان کا ردعمل ہمیشہ بہت اچھا ہوتا ہے اور بسا اوقات جب وہ جماعت سے رابطہ میں آتے ہیں تو بہت سے پہلوں کو بھی نیکیوں کے میدان میں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو خدام اس اجتماع میں شامل ہوئے ہیں ان سب کے متعلق یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ وہ پہلی دفعہ خدمت کے میدان میں آئے ہیں بلکہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بعض خاص مواقع پر خدمت کے لئے آتے رہے ہیں لیکن پھر بھی بعض چہرے ایسے ہیں جو پہلے مجھے نظر نہیں آئے اور میں انہیں آئندہ اپنی نظروں سے اوجھل نہیں دیکھنا چاہتا۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص کسی صحرا میں سفر کر رہا ہو، وہ کہیں آرام کے لئے لیٹے اور جس اونٹنی پر اس کا سارا ساز و سامان ہو وہ کہیں کھو جائے تو وہ سخت پریشان ہوتا ہے لیکن پھر اسے اچانک اپنی اونٹنی مع سامان کے مل جائے تو اس اونٹنی کے ملنے پر جتنی خوشی اس شخص کو ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشی خدا تعالیٰ کو اپنے اس بندے کی توبہ سے ہوتی ہے جو بھٹکا ہوا ہوتا ہے اور پھر خدا کی طرف متوجہ ہو کر اس کے پاس آتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے اس تعداد سے خوشی ہوئی ہے کہ خدا کے گھر کے اتنے زیادہ شیر جو ہم سے گمشدہ تھے وہ مل گئے ہیں اور ان میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ حضور نے توقع ظاہر فرمائی کہ اب جبکہ ایک دفعہ آپ خدا کے حضور حاضر ہوگئے ہیں اور اس کے دین کی خدمت میں لگ گئے ہیں تو اب آئندہ کبھی اس سے دور نہیں ہونگے اور ہمیشہ جماعت کی خدمت میں مشغول رہیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ ابتدائی دینی معلومات کے خصوصی کورسز شروع کئے جائیں اور نماز اور اس سے متعلقہ مسائل کو تفصیل سے ہر ایک کے ذہن نشین کیا جائے۔ حضور نے خدام کو نمازوں کے قیام اور درود شریف کے پڑھنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے احسانات پر نظر رکھیں اور حضرت محمدؐ رسول اللہ پر درود بھیجیں۔ خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے تمام حاضر خدام کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

اس اجتماع میں مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ ۹ مارچ کو ایک مجلس عرفان ہوئی جس میں حضور ایدہ اللہ نے خدام کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے اور خدام کی طرف سے مارشل آرٹ کے ایک مظاہرہ کو دیکھا۔ ۱۰ مارچ کو ازراہ شفقت حضور ایدہ اللہ نے خدام کے بعض ورزشی مقابلہ جات کو ملاحظہ فرمایا اور خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اختتامی تقریب میں مقابلہ جات میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

چھ باتیں اعمال کو ضائع کر دیتی ہیں لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا، دلوں کی سختی، دنیا کی محبت، شرم کی کمی، بڑی بڑی فضول امیدیں اور خواہشات اور ظلم سے باز نہ آنا۔

ایک مردِ خدا

اس سال جو متعدد نئی کتب جماعت کی طرف سے شائع ہوئی ہیں ان میں سے کتاب A Man of God کا اردو ترجمہ "ایک مرد خدا" بھی ہے۔

اس کتاب کے مصنف ایک انگریز Iain Adamson ہیں جو برطانیہ کے مشہور صحافی اور متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی برطانیہ تشریف آوری پر جب انہوں نے حضور سے ملاقات کی تو یہ فیصلہ کیا کہ حضور کے بارہ میں ایک کتاب لکھیں اور اپنے طور پر اپنے خرچ پر اس کی طباعت کر کے وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کریں۔

A Man of God کتاب کے لئے مسٹر ایڈمسن نے حضور سے بھی متعدد مرتبہ انٹرویو کر کے حضور کی زندگی کے بارے میں سوالات پوچھے۔ اور اگرچہ خود عیسائی ہیں لیکن حضور کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کتاب لکھتے وقت اپنے ذاتی عقائد کو پس پشت ڈال کر حضور کے خیالات و عقائد اور نظریات کو نہایت عقیدت مندانہ انداز میں پیش کرنے میں انتہائی دیانت داری اور غیر جانبداری سے کام لیا ہے۔

A Man of God کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ مصنف نے اس کے تین ایڈیشن شائع کئے ہیں۔ کتاب کے دیگر زبانوں میں تراجم کرنے کی بھی مصنف نے بخوشی اجازت دے دی ہے۔ چنانچہ اس کا اردو ترجمہ مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے کیا ہے جو "ایک مرد خدا" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ طباعت نہایت دیدہ زیب ہے اور رعایتی قیمت پر دستیاب ہے تاکہ آپ خود بھی پڑھ سکیں اور غیروں کو تحفۃً بھی دے سکیں۔ —○ ○—

Absolute Justice, Kindness-
& Kinship

The Three Creative Principles

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۲ء کے موقع پر اردو میں عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے موضوع پر خطاب فرمایا تھا یہ اس کا انگریزی ترجمہ ہے۔

دیگر نئی شائع شدہ اور پرانی کتب کے حصول کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے وکالت اشاعت، اسلام آباد ٹلفورڈ سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انا فتحنا لک فتحا مبینا

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

خلیفۃ المسیح الرابع

امام جماعت احمدیہ

پیارے مکرم امیر صاحب یو ایس اے

لندن
5.6.96

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحریک جدید اور وقف جدید کے بجٹ میں اضافہ کی رپورٹ بہت خوشکن ہے۔ ماشاء اللہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ یہ تو بہت ہی زبردست بات ہے اللہ اپنے فضل سے ان مخلصین کے جان اموال اور خوشیوں میں برکت ڈالے۔ انہوں نے نیکی کا عجیب نمونہ دکھایا ہے اللہ تعالیٰ باقی ڈاکٹروں کی صحبت بھی انہی کے نمونے کی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ جماعت امریکہ کو جماعت کی سپر پاور بنا دے۔ سب کو محبت بھرا سلام۔ ان مخلصین کو علیحدہ علیحدہ بھی خط لکھوا دیا ہے۔

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الرابع

چار احمدی مسلمانوں کو سزائے قید

[پریس ڈیسک]: احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک مقامی عدالت نے چار احمدی مسلمانوں کو ۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو دو سال قید کی سزا سنائی ہے۔ ان کے خلاف ۵ جولائی ۱۹۹۲ء کو تبلیغ کرنے کے جرم میں ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان درج کیا گیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں:-

(۱) مکرم محمد رفیق صاحب۔
(۲) مکرم حکیم منیر احمد صاحب۔
(۳) مکرم سید شوکت حسین صاحب۔
(۴) مکرم چوہدری منیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شرقپور۔